تک وہ قرآن وحدیث پر عمل کرتے رہے حکومت کرتے رہے اور جب انھوں نے قرآن وحدیث کو پس پشت ڈالدیا اور بیجا عیش وعشرت میں پھنس گئے تو ان کو ان کے اعمال سیئہ نے صفحہ دنیا سے حرف غلط کی طرح نیست ونابود کردیا۔ اور آج وہ اس طرح بے نشان ہیں کہ گویا کبھی تھے ہی نہیں ۔ غرضیکہ جب تک مسلمانوں نے قرآن وحدیث کو اپنا لائحہ عمل بنایا وہ ہمیشہ آسمان ترقی پر چمکتے رہے اور انکا مقابلہ کوئی طاقت وقوت نہ کرسکی اگر کسی نے کیا بھی تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تاب نہ لانے کی وجہ سے مخالفین کی طاقت پاش پاش ہوگئی پس مسلمانوں میں یہی دو چیزیں کامیاب اور فائز المرام ہونیکی کلید ہیں ہماری دعا ہے کہ خداوند قدوس جمیع مسلمین کو قرآن وحدیث کی تابعداری کی توفیق عطا فرمائے آمین یا رب العالمین۔

شیدائیان شمع رسالتؐ اور صبر واستقلال

(از مولوی محمد اقبال صاحب گونڈوی متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

ناظرین کرام مذہب اسلام جہاں اور بہت سی خوبیوں سے پُر ہے وہاں اس میں ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں کو مسخر کرلیتا ہے اور جو شخص اس کے ذائقہ سے حقیقی معنوں میں بہرہ اندوز ہوتا ہے تو خواہ اس پر مصائب وآلام کے بادل ٹوٹ پڑیں دنیا اس کی دشمن ہوجائے خویش واقارب الگ ہوجائیں لیکن پھر بھی وہ اس سے کنارہ کش نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اعداء اسلام بھی اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس کو "الفضل ما شھدت بہ الاعداء" کا مصداق بنادیتے ہیں چنانچہ آج میں آپ کو چند واقعات بتاؤنگا جس سے آپ کو معلوم ہوجائیگا کہ شمع محمدی کے پروانوں نے کس کس طرح کی مصیبتیں جھیلیں لیکن پھر بھی ان کے پائے استقلال میں ذرا سی جنبش نہ ہوئی۔ انسان ضعیف القلب واقع ہوا ہے چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے واذا مسہ الشر کان یئوسا۔ یعنی جب انسان پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ ناامید ہوجاتا ہے لیکن وہ عاشق رسولؐ اپنے اوپر مصیبتوں کے پہاڑ اٹھا لیتے تھے بادشاہت وسرداری چھوڑدیتے تھے لیکن ہاں ان کے دل میں محبت کا وہ دریا موجزن تھا کہ کسی کے روکنے سے نہ رکتا تھا خداوند عزوجل کے قول لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون ۔ اور رسول اکرمؐ کے قول لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین ۔ کو لفظ بلفظ پورا کرکے دکھلادیا۔ حضرت خباب جس وقت اسلام لائے اور اپنا ایمان لوگوں کے سامنے ظاہر کیا تو ان کا آقا ان کے سر پر لوہا گرم کرکے رکھدیتا تھا۔ کفار ان کو دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹا دیتے تھے ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے آپ کی پیٹھ دیکھی تو بالکل سفید تھی حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں نے ایسی پیٹھ کبھی نہیں دیکھی تو حضرت خبابؓ نے کہا کہ کفار مجھکو آگ کے روشن انگاروں پر لٹا دیتے تھے تو میری چربی آگ کے شعلوں کو بجھا دیتی تھی حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے پہلے ان کی لونڈی لبینہ اسلام لاچکی تھی حضرت عمرؓ اس کو اتنا مارتے کہ تھک کر بیٹھ جاتے اور کہتے کہ اے لبینہ میں نے تجھکو رحمت وشفقت کی بنا پر نہیں چھوڑا ہے بلکہ تھک جانیکی وجہ سے چھوڑ دیا ہے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جب مکہ میں آکر مشرف باسلام ہوتے ہیں تو اس سے پہلے بہت ضعیف الہمت واقع ہوئے تھے لیکن جب نور اسلام سے انکا دل منور ہوگیا

تو وہ جوش وہ ہمت آگئی کہ باوجود نبی صلعم کے روکنے کے بھی وہ بیت الحرام میں جاکر بآواز بلند کلمہ توحید پڑھتے ہیں کفار یہ سنکر رہ نہ سکے تمام کے تمام حملہ آور ہوجاتے ہیں اور اتنا زدوکوب کیا کہ ابوذر بیہوش ہوگئے لیکن شمع ایمان ایک ایسا چراغ تھا کہ اس کو باد صرصر کے تیز جھونکوں نے بجھانیکی ہزار ہا کوششیں کیں لیکن اسکو گل نہ کرسکے کسی نے خوب کہاہے ؎

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن + پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

غرضکہ حضرت ابوذرؓ کے بحر ایمانی میں پھر جوش اور طوفان پیدا ہوتا ہے اور دوسرے دن جاکر پھر زوروں کے ساتھ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ کا کلمہ پڑھتے ہیں کافر پھر وہی گذشتہ معاملہ کرتے ہیں انکا جسم لہولہان ہوگیا۔ لیکن واہ رے صبر واستقلال کہ اسلام سے پھرنا کیسا ان کے پائے استقامت میں ذرا سی بھی جنبش نہ ہوئی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باوجودیکہ جاہ وجلال عزت وشرافت میں روسائے عرب سے کم نہ تھے لیکن یہ بھی کفار کی ایذا رسانی اور تکلیف دہی سے بچ نہ سکے آپ جب اسلام پر پہلا خطبہ دیتے ہیں تو کفار چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے اور آپ کو اتنا مارا کہ قریب تھا روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کرجاتی آپ کو کسی طرح سے گھر پہنچایا گیا جب ذرا افاقہ ہوا تو سب سے پہلے آپ نبی اکرم صلعم کی خیریت دریافت کرتے ہیں اس پر وہ رشتہ دار جو ابھی اٹھا کر لائے تھے دشمن ہوجاتے ہیں اور آپ کی والدہ سے کہا کہ اے ام الخیر اگر تم نے کچھ کھلایا پلایا تو تمہاری خیریت نہیں آہ! یہ مصیبت اور یہ صبر واستقلال!! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جس وقت اسلام لائے تو انکا چچا آپ کو مضبوط رسی میں باندھکر کہتاہے کہ اپنے آبائی دین کی طرف رجوع کرلو یہ ظلم وستم مکہ کے ایک رئیس متمول ہستی پر صرف اس وجہ سے کیا جارہاہے کہ اس نے دین حق کیوں اختیار کرلیا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب اسلام لاکر اپنے ایمان کا اظہار کیا تو سخت دل اور ظالم کفار نے آپ کو طمانچوں سے اتنا مارا کہ چہرے میں تمام زخم آگئے لیکن قربان جایئے اس صبر واستقلال کے کہ ان تمام جور وجفا ظلم وستم کے بدلے ان کے ایمان میں دن دگنی رات چوگنی ترقی ہوئی اور پائے استقلال میں ذرا بھی ڈگمگاہٹ نہ آئی صحابہ کرام اکثر تنگدست اور محتاج ہوا کرتے تھے اسوجہ سے یہود کے مقروض ہوتے اور یہودان کو اس پر بھی ستاتے لیکن اصحاب رسولؐ ان کے طعن وتشنیع کو سنکر صبر کرتے لیکن زبان پر کبھی یہ شکوہ نہ آیا کہ ہم غریب کیوں ہیں دین سے برگشتہ ہونیکا ایک سبب حرص ولالچ طمع وترغیب دلانا بھی ہوسکتاہے یہ ایک ایسی چیز ہے کہ بڑے بڑے دینداروں کا قدم ڈگمگا دیتی ہے لیکن صحابہ کرام میں یہ چیز مفقود تھی ایک مرتبہ حضرت کعب سے ایک غلطی کی بنا پر تمام اصحاب حتیٰ کہ نبی روحی فداہ بھی خفا ہوگئے ان کے سلام کا کوئی جواب نہیں دیتا ان کی طرف کوئی متوجہ نہیں ہوتا تھا اسی اثنا میں رئیس غسان کا ایک قاصد خط لیکر آتاہے اس میں لکھا ہوا تھا کہ اے کعب محمدؐ اور اس کے ساتھی تمہاری عزت نہیں کرتے تم ہمارے یہاں چلے آؤ ہمیں تمہاری عزت وتکریم میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھوں گا۔ یہ ایک ایسا نازک وقت تھا کہ اگر دوسرے لوگ ہوتے تو فوراً راضی ہوجاتے لیکن اصحاب رسولؐ میں یہ چیزیں کہاں۔ آپ خط پڑھکر بے حد خفا ہوتے ہیں اور اس کو پھاڑ کر نذر آتش کردیتے ہیں۔

مرحبا یہ شان استقلال بھی ان جان نثاروں میں کہ صحبت نبوی کے مقابلہ میں عزت وتکریم وسرداری ترک

کر دیتے ہیں۔ قطع تعلق ورشتہ بھی بہت مشکل اور پائے استقامت کو ہلا دینے بلکہ جگہ سے اٹھا دینے والی چیز ہے خصوصاً اس حالت میں جبکہ اس کے سامنے کبھی ایسے واقعات رونما ہوئے ہوں لیکن صحابہ کرام ان تمام تکالیف کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرتے ہیں حضرت خالد بن سعید جب مشرف باسلام ہوتے ہیں تو ان کے والد آپ کو طرح طرح کی مصیبتیں پہنچاتے ہیں ان سے ترک کلام کر کے کھانا پینا بند کر دیا جاتا ہے ان کی ماں ان کے اسلام لانیکی وجہ سے متواتر فاقہ کرتی ہے لیکن حضرت خالد کے محبت کا دریا جوش پر تھا حب نبوی کے سامنے ان چیزوں کا بالکل اثر نہ ہوا۔ ایک مرتبہ عضل اور اقارہ کا ایک وفد بارگاہ اقدس میں حاضر ہوتا ہے (یہ لوگ ظاہراً ایمان کے حامی معلوم ہوتے تھے لیکن باطن میں نفاق کی چھری پوشیدہ تھی) اور کہتا ہے کہ ہمارے قبیلہ کے لوگ مسلمان ہوگئے ہیں آپ چند اصحاب کو تعلیم قرآن ورشد وہدایت کے واسطے بھیج دیجئے۔ آپ نے دس آدمیوں کو روانہ کر دیا یہ لوگ جب مقام رجیع میں پہنچے تو وہ منافق ان کیساتھ غداری کرتے ہیں اور تیر برسانا شروع کر دیتے ہیں چنانچہ آٹھ آدمیوں کو وہیں شہید کر دیا گیا اور حضرت زیدؓ اور خبیبؓ کو مکہ میں لایا گیا جب حضرت زیدؓ کو قتل کرنیکا حکم دیا گیا تو ابو سفیان نے کہا اے زیدؓ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ محمدؐ تمہاری جگہ پر قتل کر دیا جائے (نعوذ باللہ) اور تم اپنے گھر میں خوشی سے چلے جاؤ آپ فرماتے ہیں خدا کی قسم میں یہ بھی نہیں دیکھ سکتا کہ محمد صلعم کے پیر میں ایک کانٹا بھی چبھ جائے اور میں اپنے گھر میں بیٹھا رہوں الغرض ان کو شہید کر دیا گیا۔ لیکن وہ حب نبوی میں سرشار تھے صبر واستقلال انکا مذہب تھا منھ سے ایک کلمہ بھی آہ کا نہیں نکلتا اپنی جان خوشی سے جان آفریں کو سونپ دیتے ہیں۔

حضرت خبیبؓ جب تختہ دار کے قریب لائے جاتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ یہ میرا آخری وقت ہے مجھکو دو رکعت نماز پڑھ لینے دو اجازت دی جاتی ہے آپ نفل پڑھکر دار پر چڑھ جاتے ہیں تماشائیوں کا ہجوم تھا لوگ جوق در جوق اس عاشق رسول کی شہادت دیکھنے آرہے ہیں آپ قصیدہ پڑھتے ہیں یہ قصیدہ پہلے سے بنایا ہوا نہیں تھا بلکہ بالبداہتہ جوش ایمانی نے کہلوا دیا تھا ان اشعار سے بعض شعر نقل کرتا ہوں ؎

لقد جمعوا ابناءھم ونساءھم وقربت من جزع نخیل ممنع
وذلک فی ذات الالہ وان یشاء یبارک علی اوصال شلو ممزع
فواللہ ما ارجو اذا مت مسلماً علی ای جنب کان للہ مصرعی

یعنی یہ تمام کفار اپنے لڑکوں اور بیویوں کو جمع کر کے مجھکو تختۂ دار کے نزدیک لائے ہیں اور خدا کی قدرت میں یہ بات ہے کہ وہ میرے جسم کے اعضاء پر برکت نازل کرے۔ لیکن خدا کی قسم میں جب دین اسلام پر مر رہا ہوں تو مجھے جس پہلو پر چاہیں قتل کریں مجھے اس کی بالکل پرواہ نہیں ہے۔ ان تمام واقعات کو سنکر رونگھٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ ان اشعار سے ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ اصحاب رسولؐ کے اوپر کیسی کیسی مصیبتیں پڑیں لیکن حب نبوی کے سامنے ہیچ سمجھا اور پائے صبر واستقلال میں ذرا سی جنبش نہ آنے دی آج ہم پر ذرا سی مصیبت آتی ہے تو گھبرا اٹھتے ہیں اور مایوس ہوجاتے ہیں اگر آج بھی ہم اپنے اندر جذبہ ایمانی اور شان استقلال پیدا کریں تو ترقی کے بلند سے بلند درجوں پر پہنچ جائیں۔